ماہ رمضان و شوال

(از مدیر)

عرش سے فرش تک جس ماہ مبارک کی آمد آمد کی دھوم تھی اللہ کا شکر ہے کہ وہ آیا اور اپنی پوری عظمتوں اور برکتوں کے ساتھ آیا۔ رحمت الٰہی کا پیغام بنکر آیا، مغفرت ربانی کا فرمان لیکر پہنچا۔ خوش قسمت ہیں وہ جو دن میں روزے رکھکر اور رات کو نمازیں (تراویح یا تہجد) پڑھکر اپنے رب کو راضی کر رہے ہیں، اور بدنصیب ہیں وہ جو ان دنوں کو غفلت سے گذار رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بُعْدًا لِمَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ اِذَا لَمْ يُغْفَرْ لَهٗ فَمَتٰى (ترغیب و ترہیب) یعنی رحمت الٰہی سے بہت دور ہے وہ بدنصیب جسے رمضان جیسا بابرکت مہینہ ملے اور وہ اپنی بخشش نہ کرا سکے اگر وہ اس مہینے میں بھی نہ بخشا گیا، تو پھر اس سے بڑھکر اور کونسا دن اُسے نصیب ہوگا؟

لوگو! اس مبارک مہینے کی قدر کرو۔ اکثر حصہ اس کا گذر چکا اب تھوڑے سے دن اور باقی رہ گئے ہیں انھیں غنیمت سمجھو، اور جو کچھ نیکی و بھلائی کے کام کر سکتے ہو کر لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آخری دنوں میں اور زیادہ مستعد ہو کر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ رات کو جب تہجد کے لئے اٹھتے تھے تو اپنی بی بیوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔

شب قدر اس مہینے کی وہ رات جس میں عبادت کرنا، ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بھی بڑھکر ہے، جس کا نام شب قدر ہے وہ انھیں دنوں میں ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ هِيَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ لَيْلَةَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ اَوْ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ اَوْ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ اَوْ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ اَوْ تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ اَوْ اٰخِرَ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ مَنْ قَامَهَا اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ (ترغیب و ترہیب) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو شب قدر کے متعلق خبر دی، اور فرمایا کہ وہ رات رمضان کے آخری دس دنوں میں (کسی طاق رات میں ہوگی) یعنی یا تو اکیسویں تاریخ کی رات ہوگی یا ۲۳ ویں، یا ۲۵ ویں، یا ۲۷ ویں، یا ۲۹ ویں کی یا رمضان کی بالکل آخری رات۔ جو شخص اس رات میں اجر و ثواب کی نیت سے نمازیں پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشدیگا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شب قدر خاص ستائیسویں ہی تاریخ کو نہیں ہوتی بلکہ ان تاریخوں میں سے بلا تعیین کسی ایک تاریخ میں ہوگی۔ یہ جو مشہور ہے کہ ستائیسویں تاریخ کو ضرور شب قدر ہوتی ہے، یا یہ "بڑی شب قدر" ہے اور دوسری تاریخوں میں "چھوٹی" تو یہ بات بالکل غلط ہے۔ شب قدر تو صرف ایک رات ہے، اس میں "چھوٹی" "بڑی" کا عقیدہ محض جہالت ہے۔ اور ستائیسویں تاریخ کو خاص سمجھنا بھی صحیح نہیں ہے۔ اگر اس رات کی برکتوں سے فائدہ اٹھانا ہو تو چاہیے کہ اکیسویں تاریخ سے لیکر اخیر مہینہ تک ہر طاق رات میں (یعنی ایک دن کا ناغہ دیکر) برابر عبادت کی جائے۔ یہ رات اللہ تعالیٰ کے

نزدیک بڑی ہی افضل اور مرتبہ والی ہے۔ قرآن مجید میں تیسویں پارے کی "سورۃ القدر" اسی رات کی فضیلت کے بیان میں اتری ہے۔ جو لوگ ماہ شعبان کی "شب براۃ" کی عبادت کا شوق رکھتے ہیں یا فقیروں، مسکینوں میں کھانا تقسیم کر کے اپنے مردوں کی روحوں کو ثواب پہنچانا چاہتے ہیں، ان کو چاہیئے کہ وہ سب کچھ اس شب قدر میں کریں، اس رات میں روح امین حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت میں زمین پر اترتے ہیں، اور ہر اس شخص (مرد ہو یا عورت) کے پاس آکر سلام کرتے ہیں۔ اور مصافحہ کرتے ہیں، جو اللہ کی یاد میں مصروف ہو، چاہے نمازیں پڑھ رہا ہو، یا کھڑا ہو، یا بیٹھا ہو۔ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہوتے ہیں، ان کی دعاؤں پر یہ فرشتے آمین کہتے ہیں (ترغیب و ترہیب) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اگر مجھے یہ رات ملجائے تو میں کیا دعا پڑھوں، تو حضورؐ نے ان کو یہ دعا سکھائی اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ الٰہی! (میں گنہگار ہوں) تو بڑا معاف کرنے والا، اور معافی کو پسند کرنے والا ہے اسلئے (میری التجا ہے کہ) مجھے (بھی) معاف کردے۔" حدیث شریف میں ہے مَنْ حُرِمَ فِیْھَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ (ابن ماجہ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "شخص اس رات کی عبادت سے محروم رہا، یہ سمجھ لو کہ گویا وہ ہر قسم کی نیکیوں اور بھلائیوں سے محروم رہا۔"

پس مسلم بھائیو! اس رات کو حاصل کرنے کی کوشش کرو، اور چار پانچ روز رات کو محنت کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر لو اور اپنی ہر قسم کی حاجت اور مصیبت کو اس مالک کے سامنے پیش کر کے دونوں جہان کی بھلائیاں حاصل کر لو۔ نہ معلوم کس وقت موت کا پیغام آجائے، اور ہمیں یہ سارا ساز و سامان چھوڑ کر الوداع کہنا پڑے۔ قبر کی تنہائی اور وحشت میں ہماری یہی عبادتیں کام آئیں گی۔ خدا کے یہاں سفارش کریں گی، اور ہماری نجات کا باعث بنیں گی۔ ماں باپ بیٹا بیٹی، بھائی بند میاں بیوی، رشتہ کنبہ یہ سب دنیا کے جھمیلے ہیں، آخرت میں اپنے عمل کے سوا کوئی چیز سہارا نہ دیگی اِلَّا مَاشَاءَ اللہ

اعتکاف مسجد میں عبادت اور ثواب کی نیت سے بیٹھ جانا ہی اعتکاف ہے۔ رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کرنا سنت موکدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کو ترک نہیں کیا جو شخص اس سنت پر عمل کرنا چاہے اس کو چاہیئے کہ مسجد کے کسی کونے میں کپڑے وغیرہ سے گھیر کر ایک حجرہ کی شکل میں بنا لے، اور پھر رمضان شریف کی بیسویں ہی تاریخ کو عصر کی نماز کے بعد آفتاب ڈوبنے سے پہلے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے۔ اور رات اس حجرے سے (جو اعتکاف کیلئے بنایا ہے) باہر ہی مسجد میں گذارے۔ جب فجر کی نماز سے فارغ ہو جائے تو پھر اپنے حجرے میں داخل ہو جائے۔ اور تسبیح و تہلیل تلاوت قرآن مجید وغیرہ میں مشغول رہے۔

اعتکاف کرنے والا پیشاب، پاخانے، اور اگر احتلام ہو جائے تو غسل کرنے کیلئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے اور اگر اعتکاف کسی ایسی مسجد میں کیا ہے جہاں جمعہ نہیں ہوتا تو جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد میں چلا جائے لیکن نماز جمعہ پڑھ کر پھر اپنی جگہ پر واپس آجائے۔ مسجد سے باہر نہ کسی جنازے میں شریک ہو، اور نہ کسی مریض کے گھر اس کی عیادت کے لئے جائے۔ ہاں اگر پیشاب یا خانے کے لئے جاتے ہوئے راستے میں کوئی بیمار آدمی ملجائے تو اس سے اس کی خیریت پوچھ سکتا ہے۔

صدقۂ فطر

اگر رمضان مبارک کی ۲۹ تاریخ کو چاند نظر نہ آئے تو تیس روزے پورے کرنے چاہئیں۔ اس کے بعد شوال کا مہینہ شروع ہوگا۔ شوال کی پہلی تاریخ مسلمانوں کی عید کا دن ہے۔ یہ دن مسلمانوں میں بڑی خوشی اور مسرت کا ہے۔ ان کا بچہ بچہ خوشی میں سرشار ہوتا ہے۔ لیکن کچھ ہمارے ہی بھائی ایسے بھی ہوتے ہیں، جو عید کا چاند دیکھتے ہی اداس پڑ جاتے ہیں۔ ان کا چہرہ رنج وغم سے ملول اور پژمردہ نظر آنے لگتا ہے۔ یہ وہ غریب اور مسکین لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس نہ کھانے کے لئے غلہ ہوتا ہے، اور نہ پہننے کے لئے کپڑے، یہ کیسی بے انصافی اور بے مروتی کی بات ہوگی کہ ہم اور ہمارے بچے تو عید کی خوشیاں منائیں لیکن ہمارے ہی عزیز واقربا یا محلے اور پڑوس کے دوسرے بھائیوں کے بچے اس دن بھی فقر وفاقہ ہی میں رہیں۔ اسی لئے ہمارے رحم دل پیغمبر نے اللہ ان پر درود وسلام بھیجے، ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم میں سے جسکو طاقت ہو، ہر چھوٹے بڑے، مرد وعورت، لڑکا لڑکی، بوڑھے جوان کی طرف سے آج کے دن غریبوں اور محتاجوں پر صدقہ کرے۔ اسی کو صدقۂ فطر کہتے ہیں۔ اس صدقے کی وجہ سے جہاں ہمارے غریب بھائیوں کو عید منانے کا موقع ملجائے گا، وہاں اللہ تعالیٰ ہماری ان خطاؤں کو بھی معاف فرمائے گا جو روزے کی حالت میں ہم سے ہوگئی ہیں۔

یہ صدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، اور آپ کے بعد صحابہؓ وتابعینؒ کے عہد میں بھی ناپ کر دیا جاتا تھا۔ اور جس برتن سے ناپتے تھے اس کو "صاع" کہتے تھے۔ صاع سے ایک چھوٹا پیمانہ اور ہوتا ہے اس کو مُد کہتے ہیں چار مُد کا ایک صاع ہوتا ہے۔ بس صاع سے ایک صاع، اور مُد سے چار مُد ہر شخص کی طرف سے وہ غلہ دیا جائے، جو اپنے گاؤں یا شہر کی عام غذا ہو۔ مثلاً جو، گیہوں، چاول۔ کھجور،

گیہوں بھی پورا ہی دینا چاہیئے لیکن اگر کوئی کم استطاعت شخص دو مُد یعنی آدھا صاع بھی دیدے تو جائز ہے۔ مختلف غلوں کا وزن مختلف ہوتا ہے اسلئے وزن کی تعیین ٹھیک نہیں معلوم ہوتی۔ مُد یا صاع سے ناپکر ہی دینا اولیٰ واحوط ہے یہ صدقہ نماز عید سے پہلے ہی تقسیم کر دیا جائے۔ اگر نماز کے بعد ادا کیا جائے گا تو یہ صدقۂ فطر نہیں ہوگا بلکہ عام صدقات کی طرح ایک صدقہ ہوگا۔

نماز عید کیلئے نکلنا

صبح سویرے غسل سے فارغ ہو کر اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق اچھے کپڑے پہنے، اگر میسّر آئے تو خوشبو بھی لگالے، اور پانچ یا سات عدد کھجوریں یا کچھ اور کھا کر بلند آواز سے یہ کلمات پکارتے ہوئے عیدگاہ کی طرف جائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ عیدگاہ پہنچکر تکبیر بند کردے۔ اور اگر وضو نہ ہو تو وضو کرلے، اور پھر تمام مسلمانوں کے ساتھ ملکر جماعت سے دو رکعت نماز ادا کرے۔ عیدگاہ میں کوئی نفل وغیرہ نہ پڑھے

نماز عید کا طریقہ

عید کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے اس طرح ادا کی جائے کہ جب آفتاب دو نیزے کی مقدار میں بلند ہو جائے تو صفیں سیدھی کر کے امام آگے بڑھ جائے اور بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور پھر سینے پر باندھ لے۔ امام کے ساتھ مقتدی بھی آہستہ تکبیر کہکر اسی طرح نیت باندھ لیں۔ نیت باندھنے کے بعد سات مرتبہ پھر تکبیر (اللہ اکبر) امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے کہیں۔ تکبیروں کے بعد دعاء ثنا۔ اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ یا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ آہستہ سے پوری پڑھکر امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ سے سورہ فاتحہ پڑھیں۔ جب امام سورہ فاتحہ ختم کرے تو امام اور مقتدی سب ملکر بلند آواز سے آمین کہیں۔ اس کے بعد مقتدی چپ چاپ کھڑے رہیں۔ اور امام سورہ اَعْلٰی یا سورہ قٓ پڑھے۔ جب قراءت ختم ہوجائے تو تکبیر پکارتے ہوئے رکوع میں جائے۔ رکوع اور سجدہ کی کوئی خاص دعا یا ترکیب نہیں ہے۔ جیسے اور نمازوں میں ہے ویسے ہی اس میں بھی ہے۔ جب سجدہ سے فارغ ہوکر ایک رکعت پوری کرلے تو تکبیر پکارتے ہوئے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے۔ کھڑے ہوکر قراءت شروع کرنے سے پہلے ہی پانچ مرتبہ امام پکار کر اور مقتدی آہستہ سے تکبیر کہیں۔ تکبیروں سے فارغ ہوکر بغیر دعا ثنا پڑھے ہوئے پہلی رکعت کی طرح سورہ فاتحہ پڑھی جائے۔ پھر امام سورہ غاشیہ یا سورہ قمر پڑھے۔ قراءت سے فارغ ہوکر معمول کے مطابق رکوع سجدہ۔ قعدہ تشہد وغیرہ کے ساتھ نماز پوری کرکے سلام پھیرے۔ اگر نماز میں اتنے آدمی ہوں کہ سب لوگ امام کی تکبیر نہیں سن سکیں گے تو مقتدیوں میں سے ہر صف میں ایک دو آدمی ایسے مقرر کردیئے جائیں جو امام کی آواز سنکر بلند آواز سے تکبیریں کہیں۔ اور رکوع سجدہ میں جاتے اور اٹھتے ہوئے بھی امام کی تکبیر لوگوں تک پہنچائیں۔

نماز کے بعد نماز سے فارغ ہوکر مقتدی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں اور امام کھڑا ہوکر لوگوں کو خطبہ سنائے۔ خطبہ میں عید کے احکام وفضائل وغیرہ بیان کئے جائیں۔ اور وقت وزمانے کے لحاظ سے جو ضروری باتیں ہوں مسلمانوں کو سمجھائی جائیں۔ پھر دعا کے بعد سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوجائیں۔ جس راستہ سے عیدگاہ آئے تھے۔ اب واپس جاتے ہوئے اس کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے جائیں۔ یہ دن کھانے پینے اور خوشی کا ہے۔ لیکن ناجائز کھیل تماشے میں مشغول ہوکر رمضان مبارک کی تمام نیکیوں کو برباد نہیں کرنا چاہیئے۔

چھ عیدی روزے جس کو توفیق اور ہمت ہو وہ عید کے دوسرے دن سے یا دو چار روز بعد سے پے درپے یا ناغہ دیکر اسی مہینے میں چھ روزے اور رکھ لے تو اس کو اللہ تعالیٰ ایک سال کے روزوں کا ثواب عنایت فرمائے گا۔ انہی روزوں کو "چھ عیدی" روزے کہا جاتا ہے۔

نکتۂ توحید

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیئے

وہ رمز شوق کہ پوشیدہ لا الٰہ میں ہے
طریق شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہیئے

سرود جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب وضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیئے

جہاں میں بندۂ حر کے مشاہدات ہیں کیا
تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیئے

مقام فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیئے

(ضرب کلیم)